الـحـمـد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده ،

أما بعد:

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ عز وجل کے لئے لائق وسزاوار ہے جس نے ہمیں اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا اور اسے اپنے آخری نبی ورسول محمد ﷺ کے ہاتھوں پر مکمل فرما کر ہمارے لئے بطور دین پسند کرلیا، اور بے شمار درود وسلام نازل ہو اس رسول گرامی ﷺ پر جنہوں نے تبلیغ دین کا فریضہ امت کی نصیحت وخیر خواہی کے ساتھ بحسن وخوبی انجام دیا اور امت کو ایک روشن شاہراہ پر چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے ،جس سے وہی شخص بھٹکے گا جس کا ہلاکت وتباہی مقدر بن چکی ہو۔لہذا اب اس دین میں کسی کمی وبیشی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے،لیکن دشمنان اسلام نے جو اسلام کے غلبہ اور انتشار سے غیظ وغضب میں مبتلا ہو جاتے ہیں بعض لوگوں کے لئے بعض بدعتوں کو خوبصورت بنا کر اسے زرق برق لباس میں پیش کیا ہے اور اسے زہد،قربت الٰہی اور محبت رسول کے لبادہ میں ظاہر کیا ہے،جس کا مقصدان کے دین کو فاسد کرنا ہے تا کہ سنتیں اجنبی بن جائیں اور اس کی جگہ بدعتیں لے لیں۔ساتھ ہی ساتھ بعض علمائے سو اور ارباب طریقت نے اسے لوگوں کے بیچ سرداری اور کمائی کا

ذریعہ بنا کران بدعتوں کو خوب رواج دیا یہاں تک کہ مسلمانوں کے اندر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئیں، اور عام لوگوں نے اسے مشروع کام سمجھ کر اپنی آنکھوں سے لگا لیا اور اس کی حفاظت کو ضروری سمجھنے لگے۔

ایسی صورتحال میں سنت کا التزام کرنا اور بدعت کے خلاف برسر پیکار ہونا ہر مسلمان اور خاص طور پر دینی طلبہ اور اہل علم کی ذمہ داری ہے۔ اگلی سطور میں ان تمام امور کی شرعی حیثیت کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جسے بہت سے مسلمانان عالم ماہ رجب میں نیکی اور عبادت سمجھ کر انجام دیتے ہیں، مدعا یہ ہے کہ حق واضح ہوتا کہ اس کی اتباع کی جائے اور باطل کا پردہ فاش ہوتا کہ اس سے بچا جائے۔

① - **عتیرۂ رجب** : ماہ رجب حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے، عرب دور جاہلیت میں اس ماہ کی تعظیم کرتے تھے، اور اس میں جانور ذبح کرتے تھے جسے ''عتیرہ'' کہا جاتا تھا، اور عیدالاضحیٰ کی قربانی کی طرح یہ چیز ان کے درمیان عام طور سے رائج تھی، آغازِ اسلام میں نبی ﷺ نے اس کو برقرار رکھا، لیکن بعد میں یہ منسوخ ہوگیا۔ علامہ ابن قیم الجوزیۃ رحمہ اللہ ''تہذیب سنن ابی داود'' میں امام ابن المنذر رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ: عرب دور جاہلیت کے اندر رجب کے مہینہ میں جانور ذبح کرتے تھے، اور بعض مسلمانوں نے بھی اسے کیا، پھر آپ ﷺ نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: ''لاَ فَرَعَ وَلاَ عَتِيرَةَ'' نہ تو فرع جائز ہے اور نہ ہی

عتیرہ۔(فرع: جانور کے پہلے بچے کو کہتے ہیں جسے عرب دورِ جاہلیت میں اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے، **عتیرہ**: رجب میں ذبح کئے جانے والے جانور کو کہتے ہیں) چنانچہ لوگ اس ممانعت کی وجہ سے اس سے باز آ گئے''۔

لہٰذا رجب کا عتیرہ جائز نہیں ہے، نیز اس میں اہل جاہلیت کی مشابہت بھی ہے، جو ممنوع ہے، اور اس لئے بھی کہ ذبح کرنا عبادت ہے اور عبادت توقیفی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ماہ رجب میں مطلقاً جانور ذبح کرنا جائز نہیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ذبح کرنے والا جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ رجب کا ذبیحہ ہے، یا ماہ رجب کی تعظیم کرتے ہوئے جانور ذبح کرتا ہے، وہ ناجائز ہے۔

② - **رجبی عمرہ**: بعض لوگ کثرت سے اس مہینہ میں عمرہ کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اس ماہ میں عمرہ ادا کرنے کی دیگر مہینوں پر فضیلت اور خصوصیت ہے، حالانکہ خصوصیت کے ساتھ ماہ رجب میں عمرہ ادا کرنا بے اصل و بے بنیاد ہے، کیونکہ آپ ﷺ سے اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں چار مرتبہ عمرہ کیا ہے اور ان میں سے کوئی بھی رجب کے مہینہ میں نہیں کیا ہے، چنانچہ عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مسجد نبوی کے اندر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کہ: ''آپ ﷺ نے ایک عمرہ رجب میں کیا تھا''، کے بارے میں حضرت عائشہ سے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے، آپ ﷺ نے جو بھی عمرہ کیا ہے میں اس میں آپ کے ساتھ حاضر تھی، اور آپ ﷺ نے کبھی بھی رجب کے مہینے میں عمرہ نہیں کیا''۔ (بخاری).

اگر رجب کے مہینے میں عمرہ کرنے کی کوئی فضیلت ہوتی تو آپ ﷺ اپنی امت کو اس سے ضرور آگاہ فرماتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ:

''رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے''۔ (بخاری ومسلم).

لہٰذا ہر قسم کی فضیلت اور خیر وبھلائی نبی ﷺ کی اقتدا اور پیروی کرنے میں ہے اور نبی ﷺ نے رجب میں کبھی بھی عمرہ نہیں کیا ہے، بلکہ آپ ﷺ نے چاروں عمرے حج کے مہینے (ذوالقعدہ) میں کیے ہیں، اس لیے عمرہ کا سب سے افضل وقت ماہ رمضان اور حج کے مہینے ہیں، اس کے علاوہ سال کے بقیہ مہینوں کو ایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں ہے، خواہ وہ رجب کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ۔

نیز عبادتوں کو ایسے اوقات کے ساتھ خاص کرنا جن کی شریعت نے تخصیص نہیں کی ہے، جائز نہیں ہے؛ کیونکہ کسی شخص کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے، صرف اللہ اور اس کے رسول ہی کسی عبادت کو کسی وقت کے ساتھ خاص کر سکتے ہیں۔

③- **رجبی صیام وقیام**: ماہ رجب کے اندر ایجاد کردہ بدعتوں میں سے خصوصیت کے ساتھ اس مہینہ میں صیام یا قیام کا اہتمام کرنا بھی ہے، اس

کا اہتمام کرنے والے ایسی حدیثوں کا سہارا لیتے ہیں جن میں سے کچھ حدیثیں بے حد ضعیف اور اکثر حدیثیں موضوع (من گڑھنت) ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رجب اور شعبان کے مہینے کو ایک ساتھ روزے یا اعتکاف کے لئے مخصوص کرنے کے بارے میں نبی ﷺ، آپ کے صحابہ اور ائمہ مسلمین سے کوئی چیز وارد نہیں ہے، بلکہ صحیح - بخاری ومسلم - میں ثابت ہے کہ رسول ﷺ شعبان کا روزہ رکھتے تھے، اور سال میں شعبان سے زیادہ کسی اور مہینہ میں (نفلی) روزہ نہیں رکھتے تھے۔ البتہ جہاں تک رجب کے روزے کا تعلق ہے تو اس کی ساری حدیثیں ضعیف بلکہ موضوع ہیں، اہل علم ان میں سے کسی بھی حدیث پر اعتماد نہیں کرتے ہیں، اور وہ اس ضعیف کے قبیل سے نہیں ہیں جو فضائل کے اندر بیان کی جاتی ہیں بلکہ وہ عام طور سے گڑھی ہوئی جھوٹی حدیثیں ہیں''۔ (مجموع فتاوی ۲۵/۲۹۰، ۲۹۱).

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ماہ رجب کے روزے کی فضیلت میں نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے کوئی چیز صحیح ثابت نہیں ہے''۔

(لطائف المعارف ص: ۱۴۰).

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ماہ رجب کی فضیلت، یا اس کے روزے کی فضیلت، یا اس کے کسی مخصوص دن

کے روزے کی فضیلت، یا اس مہینہ میں کسی مخصوص رات کا قیام کرنے کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے جو قابل حجت ہو، مجھ سے پہلے امام ابو اسماعیل الہروی نے بھی اسی بات کی صراحت کی ہے"۔ (تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب ص ۵).

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نفلی روزے کے سلسلے میں نبی ﷺ کے طریقہ کار کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"آپ ﷺ نے مسلسل تین مہینوں - رجب، شعبان اور رمضان - کا روزہ نہیں رکھا ہے جیسا کہ کچھ لوگ کرتے ہیں، نہ ہی آپ نے کبھی رجب کا روزہ رکھا ہے، اور نہ ہی اس کے روزہ کو پسند فرمایا ہے، بلکہ آپ سے اس کے روزے کی ممانعت سے متعلق حدیث مروی ہے جسے ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے"۔ (زاد المعاد ۲/۶۴).

نیز صحابہ کرام کی ایک جماعت سے رجب کے روزے کی کراہت مروی ہے، یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ رجب کے مہینے میں روزہ رکھنے والے کو درہ لگاتے تھے جب تک کہ وہ کھانے کے لئے برتن میں اپنا ہاتھ نہ رکھدے، اور کہتے تھے: رجب کیا ہے؟ رجب کی اہل جاہلیت تعظیم کیا کرتے تھے، جب اسلام کا زمانہ آیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

علمائے سلف کے مذکورہ کلام سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ماہ رجب میں خصوصیت کے ساتھ صیام و قیام کرنا بے اصل ہے، اور اسے روزے کے لیے خاص کرنے میں

اس کی تعظیم لازم آتی ہے جو اہلِ جاہلیت کی مشابہت ہے، اور جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے اس کا شمار اسی میں ہوتا ہے، نیز یہ دین کے اندر ایک بدعت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس کا حکم نہیں فرمایا ہے، اور نہ ہی اسے خلفاے راشدین، دیگر صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین نے کیا ہے، اور اس سلسلے میں وارد نصوص کے موضوع اور ضعیف ہونے پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

④ - **صلاة الرغائب** : ماہ رجب کی بدعتوں میں سے ایک صلاۃ الرغائب بھی ہے جو ماہ رجب کی پہلی جمعرات کا روزہ رکھنے کے بعد پہلے جمعہ کی رات کو مغرب اور عشاء کی نماز کے مابین پڑھی جاتی ہے۔

اس بدعت کو سرانجام دینے کے لئے ایک ایسی حدیث کا سہارا لیا جاتا ہے جو متفقہ طور پر موضوع (من گڑھت، خودساختہ) ہے، یہ نماز بارہ رکعت ہے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ القدر اور بارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی جاتی ہے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جاتا ہے، نماز سے فراغت کے بعد ستّر بار درود شریف پڑھی جاتی ہے اور اس کے بعد دو سجدے کئے جاتے ہیں اور ہر ایک سجدے میں ستر ستر بار (سبوح قدوس رب الملائكة والروح) پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد اپنی حاجت کا سوال کیا جائے تو حاجت پوری ہو جائے گی۔ پھر اس نماز کی وہ فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جو بذات خود اس حدیث کے بطلان کا پتہ دیتی ہیں، مثلاً

اس شخص کے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں، قیامت کے دن وہ اپنے اہل خانہ کے سات سو لوگوں کی شفاعت کرے گا، عذاب قبر سے نجات پا جائے گا، میدان محشر میں وہ نماز اس کے سر پر سایہ فگن ہوگی... اس حدیث کو علامہ ابن الجوزی نے الموضوعات میں ذکر کیا ہے۔

صلاۃ الرغائب سب سے پہلے بیت المقدس میں ۴۸۰ھ کے بعد ایجاد کی گئی، اس سے پہلے کسی نے بھی اس نماز کو نہیں پڑھا۔ (الحوادث والبدع رلابی بکر الطرطوشی)

اس نماز کے بدعت اور غیر شرعی عمل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، خصوصاً جب کہ یہ نماز قرون مفضلہ کے بعد ایجاد کی گئی ہے، نہ تو اسے نبی ﷺ نے پڑھا، نہ آپ کے صحابہ میں سے کسی نے، نہ تابعین، نہ تبع تابعین اور نہ ہی سلف صالحین رحمہم اللہ نے، حالانکہ وہ بعد میں آنے والے لوگوں سے کہیں زیادہ خیر ونیکی کے حریص اور متلاشی تھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''صلاۃ الرغائب کی کوئی اصل نہیں ہے، بلکہ یہ نو ایجاد کردہ (بدعت) ہے، لہٰذا یہ نہ جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور نہ ہی انفرادی طور پر، بلکہ صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے جمعہ کی رات کو قیام کرنے کے لئے اور جمعہ کے دن کو روزہ رکھنے کے لئے خاص کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس سلسلے میں جو اثر ذکر کیا جاتا ہے اس کے جھوٹ اور من گڑھنت ہونے پر

علماء متفق ہیں، سلف اور ائمہ نے سرے سے اس کا ذکر ہی نہیں کیا ہے''۔ (مجموع فتاوی ۱۳۲/۲۳)

نیز آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ائمہ دین اس بات پر متفق ہیں کہ صلاۃ الرغائب بدعت ہے، نہ تو اسے رسول اللہ ﷺ نے مسنون قرار دیا ہے اور نہ ہی آپ کے خلفاء نے، اور نہ ہی ائمہ دین مثلاً امام مالک، شافعی، احمد، ابوحنیفہ، ثوری، اوزاعی اور لیث وغیرہ رحمہم اللہ میں سے کسی نے اسے مستحب سمجھا ہے، اور اس کے بارے میں جو حدیث مروی ہے وہ حدیث کی معرفت رکھنے والوں کی نظر میں متفقہ طور پر جھوٹ ہے''۔ (مجموع فتاوی ۱۳۴/۲۳).

امام نووی رحمہ اللہ سے صلاۃ الرغائب کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ سنت ہے یا بدعت؟ تو آپ نے جواب دیا: یہ ایک قبیح اور سخت ناپسندیدہ بدعت، اور منکر باتوں پر مشتمل ہے، لہٰذا اس کو ترک کرنا، اس سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور اس کے کرنے والے پر نکیر کرنا ضروری ہے... بہت سے ممالک میں اس کے کرنے والوں کی کثرت سے دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیے، اور نہ ہی اس بات سے دھوکہ میں آنا چاہیے کہ یہ بدعت ''قوت القلوب'' اور ''احیاء علوم الدین'' وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے، کیونکہ بلاشبہ یہ ایک باطل بدعت ہے، اور صحیح حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس سے نہیں

ہے تو وہ مردود (نا قابل قبول) ہے''۔ (فتاوی النووی ص:۴۰)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اسی طرح رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو صلاۃ الرغائب پڑھنے کی حدیثیں نبی ﷺ پر جھوٹ گڑھی ہوئی ہیں''۔ (المنار المنیف ص:۹۵).

معلوم ہوا کہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو پڑھی جانے والی نماز ایک ناپسندیدہ اور قبیح ترین بدعت ہے، اسے نہ رسول اللہ ﷺ نے مسنون کیا ہے، اور نہ آپ کے خلفاء میں سے کسی نے، اور نہ ہی آپ کے صحابہ وتابعین اور مشہور ائمہ دین میں سے کسی نے اسے مستحب سمجھا ہے، جبکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خیر وبھلائی اور فضائل اعمال کے حریص تھے۔

⑤ - **جشنِ شبِ اسرا ومعراج** : رجب کے مہینے میں انجام دی جانے والی منکر بدعتوں میں سے اس کی ستائیسویں شب کو اسرا ومعراج کا جشن منانا ہے، جس کے اندر ایسی عبادتیں کی جاتی ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری ہے۔ اس رات کو جشن منانا اور اسے مختلف عبادتوں کے لئے خاص کرنا کئی اعتبار سے غلط ہے:

**اولاً**: اسرا اور معراج کا واقعہ جس رات کو پیش آیا اس کی تاریخ، اس کے مہینے اور سال کی تعیین کی کوئی دلیل نہیں، اس سلسلے میں علماء نے دس سے زائد اقوال پر

اختلاف کیا ہے، اس لئے اسے ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کی رات کے ساتھ خاص کرنا بے اصل و بے بنیاد ہے۔

**ثانیاً** : اگر اس رات کی تعیین ثابت بھی ہو جائے تب بھی ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم اس رات میں کوئی ایسی عبادت کریں جسے اللہ اور اس کے رسول نے مشروع نہیں کیا ہے۔ چنانچہ یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے اس رات کو جشن منایا ہے، یا اسے کسی عبادت کے ساتھ خاص کیا ہے، اسی طرح آپ کے بعد آپ کے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام نے بھی اسے نہیں منایا ہے، اگر اس کا جشن منانا مشروع ہوتا تو رسول ﷺ اسے اپنے قول یا فعل کے ذریعہ امت کے لئے ضرور بیان کرتے، اور اگر اس طرح کی کوئی چیز ہوئی ہوتی تو وہ معروف ومشہور ہوتی اور اسے صحابہ کرام ہم تک ضرور نقل کرتے، کیونکہ انہوں نے نبی ﷺ کے متعلق ہر اس چیز کو ہم تک نقل کیا ہے جس کی امت کو ضرورت ہے، اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی ہے، بلکہ وہ لوگ ہر بھلائی کی طرف سبقت کرنے والے تھے، اگر اس رات کو جشن منانا مشروع ہوتا تو وہ اس میں پہل کرنے والے ہوتے۔ لہٰذا ان کے بعد آنے والے کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اسلام کے اندر کوئی ایسی چیز ایجاد کرے جسے انہوں نے نہیں کیا ہے۔

**ثالثاً** : اس جشن کے اندر مختلف انواع واقسام کے منکرات اور غیر شرعی امور

انجام دیے جاتے ہیں، اور تعجب خیز بات یہ کہ اس جشن کو منانے والے اکثر ایسے لوگ ہوتے ہیں جو شریعت کے واجبات تک کا اہتمام نہیں کرتے، بعض تو بالکل نماز نہیں پڑھتے اور بعض مسجدوں میں نماز با جماعت کے لئے حاضر نہیں ہوتے، لیکن ان بدعتوں میں بہت سرگرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

لہٰذا یہ دین اسلام کا حصہ نہیں ہے، بلکہ یہ دین کے اندر زیادتی اور ایسی شریعت کا ایجاد ہے جس کا اللہ تعالی نے حکم نہیں دیا ہے، اور اللہ کے دشمنان یہود و نصاری کی ان کے اپنے دین کے اندر کمی بیشی کرنے اور اس میں بدعت ایجاد کرنے میں مشابہت ہے، نیز اس سے دین میں نقص وکمی اور اس پر یہ اتہام لازم آتا ہے کہ وہ کامل نہیں ہے، اور ایسا شخص زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ نے تبلیغ رسالت میں خیانت سے کام لیا ہے! اسی طرح اس کے اندر بہت سی احادیث رسول ﷺ کی صریح مخالفت ہے جن میں دین کے اندر بدعت ایجاد کرنے سے ڈرایا گیا ہے۔

⑥- **رجب کے کونڈے** : بہت سے لوگ اس مہینے میں امام جعفر صادق کے نام کے کونڈے بھرتے ہیں۔ اور اس کو ثابت کرنے کے لئے ایک جھوٹی کہانی کا سہارا لیتے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک غریب لکڑ ہارے کی بیوی نے - جو وزیر کے گھر جھاڑو دیتی تھی - ایک دن محل کے دروازے کے پاس امام جعفر بن محمد صادق کو اپنے ساتھیوں سے فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص آج

۲۲/ رجب کو نہا دھو کر میرے نام کے کونڈے بھرے، پھر اللہ سے جو بھی دعا مانگے وہ قبول ہوگی، ورنہ قیامت کے دن وہ میری گریبان پکڑ لے۔ چنانچہ اس لکڑہارن نے ایسا ہی کیا اور اس کا شوہر بہت سارا مال لے کر واپس لوٹا اور ایک شاندار محل تعمیر کر کے رہنے لگا، اور وزیر کی بیوی نے کونڈے کی حقیقت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اس کے شوہر کی وزارت چلی گئی، پھر جب اس نے توبہ کی اور کونڈے کی حقیقت کو تسلیم کر لیا تو اس کی وزرارت بحال ہوگئی،اس کے بعد بادشاہ اور اس کی قوم کے لوگ ہر سال دھوم دھام سے کونڈے منانے لگے۔

اس فرضی کہانی کو اگر شرعی حیثیت سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں ایک شرکیہ عمل کی دعوت دی گئی ہے، کیونکہ اس میں غیر اللہ (امام جعفر صادق) کے نام کی نذر و نیاز دی جاتی ہے،اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کرنا شرک ہے؛ اس لئے کہ نذر ماننا عبادت ہے،اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے، اسے کسی دوسرے کے لئے انجام دینا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے،لہٰذا کسی نبی، ولی، بزرگ، پیر وغیرہ کے لئے نذر ماننا شرک ہے، اور وہ نذر باطل ہے، اس کو پورا کرنا جائز نہیں ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا اسے چاہیے کہ اپنی نذر پوری کر کے اللہ کی اطاعت کرے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے یعنی اپنی نذر

پوری نہ کرے۔(صحیح بخاری).

اسی طرح اس کہانی کے اندر۲۲/ رجب کو کونڈے کرنے کی بات کہی گئی ہے جس کا امام جعفر صادق کے یوم پیدائش یا وفات سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ رجب کے مہینہ میں نہ ان کی پیدائش ہوئی ہے اور نہ وفات۔ نیز مدینہ کے اندر جس وزارت اور بادشاہت کا ذکر کیا گیا ہے تو تاریخ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا، بلکہ امام جعفر صادق کے دورحیات میں مسلمانوں کا دارالخلافہ یا تو دمشق میں رہا ہے یا بغداد میں۔ غالباً یہ شرکیہ رسم دیگر رسوم کی طرح شیعوں سے سنیوں کے ہاں درآئی ہے، جو حقیقت میں جلیل القدر صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم وفات (۲۲/ رجب) پر خوشی مناتے ہیں لیکن اس پر پردہ ڈالنے کے لیے لکڑہارے کا افسانہ تراش لیا ہے۔

اسی طرح رجب کے کونڈے بھرنے والے اس دوران اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز گوشت اور مچھلی کھانے سے پرہیز کرتے ہیں، جو اللہ تعالی کے اس فرمان کی خلاف ورزی ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو۔(المائدہ:۸۷).

(اعداد: عطاءالرحمٰن ضیاءاللہ)*

**atazia75@gmail.com*